ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

ٹیلیفون نمبر ۹۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل قادیان

روزنامہ

DAILY ALFAZL QADIAN.

شرح چندہ پیشگی

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۵ رجب ۱۳۵۷ھ | یوم شنبہ | مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۰۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

قرآن کریم ۔ احادیث اور بائبل کی متفقہ شہادت

کہ انبیاء قتل ہو سکتے ہیں

انبیاء کی جماعتوں کیلئے روحانیت کا معیار بلند رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء

"اس خطبہ کے بعد مولوی ابو العطاء صاحب اور مولوی راجیکی صاحب دونوں کے خطوط ملے ہیں جن میں انہوں نے اپنی برأت کی ہے ۔ میں ان کی برأت کو تسلیم کرتا ہوں میری ہرگز یہ غرض نہیں کہ ان کی تنقیص ہو ۔ میں ان کو مخلص اور سلسلہ کا خادم سمجھتا ہوں ۔ میری غرض صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ صاف اور واضح ہو جائے ۔ اور میں سمجھتا ہوں ۔ ان دوستوں کی بھی یہی خواہش ہوگی ۔ ایسے امور میں تردید کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ۔ اور نہ اس کی کہ نادان لوگ دھوکا کھا کر ہنسی مذاق کریں ۔ وہ جو ایسے امور میں ہنسی کرتا ہے ۔ اس کی روحانیت مردہ ہے ۔ اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ۔ یہ تو بڑے خوف کا مقام ہے ۔ خاکسار مرزا محمود احمد"

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

میں نے پچھلے خطبہ میں

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق بعض باتیں

کہی تھیں ۔ اور میں نے اس بارہ میں "الفضل" کے عملہ پر بھی اظہار ناپسندیدگی کیا تھا

کہ انہوں نے کیوں ایک ایسی بات بغیر پوچھے ۔ اور بغیر مشورہ لینے کے شائع کر دی ۔ جس کے متعلق خود ان کے اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ جات بالتفصیل چھپ چکے تھے ۔ ایڈیٹر صاحب الفضل نے

اس کی ایک معذرت کی ہے ۔ وہ تو میرے نزدیک درست نہیں ۔ مگر اس نے مضمون میں سے

ایک اور شاخسانہ

پیدا کر دیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں ۔ کہ ہم نے تو یہ دوسرا مضمون شائع کیا ہے ۔ اس سے

پہلے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا مضمون آیا تھا ۔ جو ہم نے شائع نہیں کیا ۔ اسے تو میں نہیں سمجھ سکا ۔ کہ اگر ایک کی بجائے دو مضمون آ جائیں تو انسان مجبور ہو جاتا ہے ۔ مگر بہر حال ایڈیٹر صاحب نے وہ مضمون مجھے بھیجدیا ہے ۔

اور اسے پڑھنے کے بعد میں اس امر کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کہ اس کے متعلق بھی بعض باتیں کہہ دوں۔ گو وہ مضمون شائع نہیں ہوا۔ مگر چونکہ شائع ہونے کے لئے آیا تھا۔ اس لئے اسے شائع شدہ سمجھنا چاہیئے۔

انبیاء کی جماعتوں کے لئے روحانیت کا معیار

بلند رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے ساری ہی دنیا انبیاء کی جماعتوں پر پھٹکار ڈالتی ہے۔ اگر انکے مخالفوں کی زبان میں تاثیر ہو۔ اور اگر ان کی لعنتیں کوئی اثر کر سکتی ہوں۔ تو شائد ان کا نام ونشان بھی مٹ جائے۔ ہر طرف سے ان پر لعنت وپھٹکار پڑتی ہے۔ اور ایک ہی چیز ان کے لئے موجب تسکین وتسلی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ اللہ تعالے کی رضا کے مطابق چل رہے ہوتے ہیں۔ باپ بیٹے پر لعنت کرتا ہے۔ بھائی بھائی پر۔ بیوی خاوند پر اور خاوند بیوی پر۔ دوست دوست پر۔ غرض اس قدر گالیاں ان کو دی جاتی ہیں۔ اس قدر بد دعائیں ان کے لئے کی جاتی ہیں۔ اس قدر بُرا کہا جاتا ہے اور ان کو اس قدر حقیر سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگر انسانوں کی زبانوں میں تاثیر ہوتی تو وہ جلکر راکھ ہو جاتے۔ مگر ان کا

اللہ تعالےٰ پر توکل

ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر بھائی گیا ہے تو جائے۔ بیوی گئی تو جائے ماں باپ گئے تو جائیں۔ دوست جاتے ہیں تو جائیں۔ ایک ہی چیز ان کے پاس ہوتی ہے۔ اور وہ ان کا خدا ہوتا ہے۔

پس اگر ہم روحانیت کو پورے طور پر اور ایسے طور پر نہ پکڑیں۔ جیسے انسان ڈوبتے وقت کسی سہارے کو پکڑتا ہے اور کسی صورت میں اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو پھر ہماری بدبختی کی کوئی حد نہیں ہوگی۔ اور ہماری مثال وہی ہوگی۔ کہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ہم چونکہ

اللہ تعالےٰ کے مامور

کی جماعت ہیں۔ اور یہ سب باتیں ہم نے دیکھی اور دیکھ رہے ہیں سنی اور سن رہے ہیں محسوس کی ہیں۔ اور محسوس کر رہے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر اللہ تعالے پر ہمارا توکل نہ ہوتا۔ تو جس قسم کا گند ہمارے خلاف اچھالا جا رہا ہے۔ اس کا سوواں حصہ بھی اگر کسی ایسے شخص کے متعلق اچھالا جائے۔ جس کا توکل اللہ تعالے پر نہ ہو۔ تو وہ مر جائے۔ اور اگر نہ مرے تو جنگلوں اور غاروں میں چلا جائے۔ تا کسی کو مونہہ نہ دکھا سکے۔ اور محض اللہ تعالے پر توکل ہی ہے۔ جو ہمیں دنیا کو مونہہ دکھانے کی طاقت دیتا ہے۔ اور اسی کی آواز ہمارے کانوں میں آتی اور کہتی ہے کہ تم یہ گالیاں میری خاطر سنتے ہو۔ پس

سنو اور برداشت کرو

اور صبر کرو۔ ورنہ جو کچھ ہمیں کہا جاتا ہے۔ اسے کوئی چوہڑا اور سانسی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ تو نہیں کہ ہمارے دل نہیں ہیں۔ ہمارے بھی دل ہیں۔ ہمارے بھی جذبات ہیں۔ ہم بھی غیرتیں رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اندر بھی شرم وحیا کا مادہ ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ میں بھی یہ باتیں تھیں اور آپ سے پہلے انبیاء اور ان کی جماعتوں میں بھی۔ مگر وہ سنتے تھے۔ اور چپ رہتے تھے۔ کیونکہ سمجھتے تھے کہ یہ اللہ تعالے کے رستہ میں ہے۔ اور یہی چیز ہے۔ جو ان کو خدا تعالےٰ کے حضور محبوب اور پیارا بنا دیتی ہے۔ اور جو مرنے کے بعد ان کے کام آئے گی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی ایسی محبت دیکھیں گے۔ کہ جسے دیکھ کر انکو گالیاں دینے والے اگلے جہاں میں کٹ کٹ کر مریں گے۔ جب خدا تعالےٰ ان کو پیار کریگا جب وہ محبت کے تمام ظہور ان کے لئے ظاہر کرے گا۔ تو ان کو گالیاں دینے والے کہیں گے۔ کہ کاش دنیا کی بیسیوں سالوں کی خوشیاں نہ ہوتیں اور اس جہاں کی ایک منٹ کی خوشی حاصل ہو جاتی۔ اور یہی وہ چیز ہے۔

جس کے لئے مومن یہ ساری باتیں برداشت کرتے ہیں۔ ورنہ اور کیا چیز ان کی ڈھارس بندھاتی ہے۔ پس اس ایک ہی چیز کو سنبھالنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ہمارے

سب کاموں کی بنیاد تقویٰ اللہ پر ہونی چاہیئے

اور ہمارے تعلقات بھی خدا تعالےٰ کے لئے ہونے چاہئیں۔ کسی سے دوستی یا دشمنی کے لئے نہیں۔

مجھے یہ مضمون دیکھ کر نہایت تعجب ہوا۔ اور میں نے چاہا۔ کہ دوستوں کو پھر ایک دفعہ نصیحت کروں۔ کہ اپنے معاملات اور تعلقات کو صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے لئے رکھا کرو۔ اور ان کی بنیاد کسی قسم کی نفرت یا محبت پر نہ رکھو۔ میں نے اپنے بعض گزشتہ خطبات میں ہی بیان کیا ہے۔ کہ بعض لوگ کسی سے محبت یا نفرت کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ وہ کسی سچی بات کو نفرت کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔ اور دوست کی جھوٹی بات کو بھی سچ سمجھ لیتے ہیں۔

مولوی غلام رسول صاحب

نے یہ مضمون اخبار میں اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔ اور گو وہ شائع نہیں ہوا۔ مگر وہ اس کی اشاعت کی اجازت دے چکے ہیں۔ بلکہ وہ خوش ہوتے۔ اگر یہ شائع ہو جاتا۔ اس لئے اسے شائع شدہ سمجھ کر اس کے متعلق بعض باتیں کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"پاک نیت کے ساتھ اپنے اپنے معلومات کے دائرہ کے اندر صداقت کی تائید میں قلم کو جنبش دینا خواہ حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے مضمون کی نوعیت صداقت سے مختلف نظر آئے۔ پھر بھی موجب ثواب ہے۔ ہاں بعد انکشاف حقیقت و اتمام حجت ضد کے ساتھ قبول حق سے اعراض اختیار کرنا سخت عیب اور غیر مناسب ہے۔ ہمیں تعلیم احمدیت کی بناء پر باوجود دونوں فاضلوں کے اختلاف مضمون کے دونوں کے متعلق حسن ظن ہے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب کا مضمون اور طرح کے نظریہ کے لحاظ سے لکھا گیا ہے۔ اور مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب کا مضمون اور طرح کے نظریہ کے لحاظ سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون اس لحاظ سے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشکردہ حوالجات سے مولوی ابوالعطاءؔ صاحب کا مضمون مخالف جہت پر محسوس ہوتا ہے۔ تردید میں لکھنا جماعت احمدیہ کے لئے ایک قابل قدر امر ہے بشرطیکہ علم تنقید صحیح حاصل ہو۔ اور اگر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا یہ قابل قدر طرز عمل پیر مخالف مضمون کے مقابل جو سیدنا حضرت اقدس کے حوالجات سے مخالف جہت پر بصورت تعارض وتخالف پایا جاتا ہو۔ بغرض تنبیہ مضمون نگار کو متنبہ اور جماعت کے افراد کو علمی مفاد کے لحاظ سے مستفید فرماتے رہا کریں۔ تو یہ بھی ایک فائدہ بخش خدمت ہے۔ گو اس کے متعلق یہ خطرہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ کہ افرادِ جماعت کی خداداد علمی طاقتیں بجائے اس کے کہ مخالفین کے محاذ میں صرف کی جائیں خانہ جنگی کے طور پر اپنے ہی نقصان کا موجب نہ بن جائیں۔ لیکن کئی احباب نے مجھ سے ذکر کیا۔ اور تعجب کرتے ہوئے ذکر کیا۔ کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون جو یکم جون کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں یونس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ مچھلی کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں داخل نہیں کئے گئے تھے۔ اور نہ وہ مچھلی کے پیٹ کے اندر رہے۔ یہ نہ صرف قرآن کریم کی نص صریح فلبث فی بطنہ کے ہی خلاف ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں جس قدر بھی حوالے پائے جاتے ہیں۔ سب کے خلاف ہے۔ اور کسی ایک حوالہ سے بھی حضرت ڈاکٹر صاحب کی پیشکردہ بات کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ حوالجات کے خلاف پاکر فوراً تردید میں مضمون لکھ دیا۔ کیوں انہوں نے حضرت ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی تردید میں حضرت اقدس کے حوالجات پیش نہیں کئے۔ اور کیوں خاموشی اختیار کرلی۔ میں نے یہی عرض کیا۔ کہ ممکن ہے مولانا صاحب حضرت ڈاکٹر صاحب کے خلاف حضرت اقدس کی تحریروں سے حوالجات نکالنے کے لئے کوشش کر رہے ہوں۔ اور پھر حسب دستور ان حوالجات کو بھی "الفضل" کی کسی اشاعت میں شائع کرادیں۔ ہاں بعض حوالجات جو یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ کے اندر داخل ہونے کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ کتاب "مسیح ہندوستان میں" اور کتاب "رازِ حقیقت"، "کشف الغطاء"، "نور القرآن حصہ ۲" وغیرہ سے مل سکتے ہیں۔ اور "حقیقۃ الوحی" کے تتمہ کے صفحہ ۱۳ پر حضور اقدس فرماتے ہیں:

"قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی۔ جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلاء پیش آیا۔ اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا۔ اس لئے خدا نے اس کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔"

ایسا ہی بہت سی کتب مسیح موعود علیہ السلام میں اس طرح کا حوالہ مل سکتا ہے۔ کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں داخل کئے گئے تھے۔ اور پھر مسیح علیہ السلام کا زندہ قبر میں داخل ہونا۔ اور زندہ تین دن تک رہنا اور زندہ نکلنا یونس کے واقعہ حوت کی مماثلت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور جنین کا رحم مادر میں زندہ رکھنا۔ اور ہزارہا جراثیم کا دوسری ہستیوں میں زندگی کے ساتھ قائم رکھنا جس خدا کا قانون ہے اس کا کسی مناسب مچھلی کے پیٹ میں یونس کو زندہ رکھنا۔ خواہ وہ غشی کی حالت میں ہی ہو۔ تصرفاتِ قدرت سے مستبعد نہیں ہے۔

گو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے آگے چل کر مولوی محمد اسماعیل صاحب کے مضمون کی تردید میں بعض حوالے درج کئے ہیں۔ اور اپنے درجہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے الفاظ بھی بہت احتیاط سے استعمال کئے ہیں۔ مگر جیسا کہ ہر پڑھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ ان کے مضمون میں اس قسم کا اشارہ ضرور ہے۔ کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے مضمون کی تردید کیوں نہیں کی۔ جو مضمون میر صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ اگر اسی طرز پر ہے۔ تو

یقیناً غلط ہے

کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متواتر احکام اور ارشادات کے خلاف ہے۔ اور اس وجہ سے اس کی غلطی واضح ہے۔ گر مولوی صاحب کے اس مضمون میں سے جس چیز نے مجھ پر اثر کیا وہ یہ ہے۔ کہ کسی شخص کے متعلق یہ اعتراض کرنا کہ اس نے فلاں مضمون کا جواب دیا۔ اور فلاں کا نہیں دیا۔ چاہے اسی رنگ میں کہدیا ہو۔ کہ حوالے نکال رہے ہوں گے۔ یہ طریق صحیح نہیں۔ کیا یہ فرض ہے۔ کہ ہر ایسے مضمون کا جواب

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

ہی دیا کریں۔ کیا یہ بھی کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ مولوی راجیکی صاحب کے مضمون میں اس بات کا واضح اشارہ ہے۔ کہ میر صاحب کے مضمون کا جواب کسی اور وجہ سے نہیں دیا گیا۔ حالانکہ یہ بات تقوے اللہ اور عقل دونوں کے خلاف ہے۔ جو اعتراض مولوی راجیکی صاحب نے اپنے مضمون میں مولوی محمد اسماعیل صاحب پر کیا ہے۔ وہ خود ان پر بھی پڑتا ہے۔ انہوں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تردید کرنے والے ایک مضمون کا جواب دیا ہے۔ دوسرے کا کیوں نہیں دیا۔ لیکن یہی اعتراض مولوی راجیکی صاحب پر پڑتا ہے۔ بلکہ زیادہ سخت صورت میں پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے اس مضمون کا جواب تو دیا۔ جو مولوی ابوالعطاء صاحب کی تردید میں لکھا گیا تھا۔ مگر اس کا کیوں نہ دیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو رد کرنے والا تھا جب میر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تردید کی۔ تو وہ منتظر رہے۔ کہ کوئی اور ان کا رد کرے۔ لیکن جب مولوی ابوالعطاء صاحب کی تردید ہوئی۔ تو انہوں نے فوراً اس کے رد میں مضمون لکھنا ضروری سمجھا۔ پھر میں نے تو میر صاحب کا یہ مضمون نہیں پڑھا۔ اگر پڑھتا۔ تو یقیناً اس کا رد کرا دیتا۔ اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی وہ نہ پڑھا ہو۔ مگر مولوی راجیکی صاحب خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے دونوں مضمون پڑھے ہیں۔ لیکن چونکہ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کہیں بیان نہیں کیا۔ کہ انہوں نے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون پڑھا ہے۔ اس لئے یہ خیال ہوسکتا ہے۔ کہ شائد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے میر صاحب کا مضمون نہ پڑھا ہو یہ کوئی ضروری تو نہیں۔ کہ آدمی "الفضل" میں جو کچھ چھپا ہو۔ سارے کا سارا پڑھے۔ میں نے میر صاحب کے کئی مضمون پڑھے ہیں۔ مگر یہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اسی طرح مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے مضامین چھپتے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض میں نے پڑھے ہیں۔ بعض نہیں پڑھے جس دن

زیادہ فرصت

ہو۔ سارا اخبار پڑھ لیتا ہوں۔ جس دن کم ہو۔ اس دن ضروری ضروری حصے پڑھ لیتا ہوں۔ اور باقی عنوان دیکھ لیتا ہوں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی کرتے ہوں گے۔

پس یہ کہاں سے ثابت ہوگیا۔ کہ میر صاحب کا مضمون مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی ضرور پڑھا ہوگا لیکن وہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس کا جواب کیوں نہ دیا۔ مگر خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پڑھا۔ اور پھر اس کا رد نہیں کیا۔ اس کا جواب دینا جیسا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا فرض تھا۔ ویسا ہی مولوی راجیکی صاحب کا بھی تھا۔ لیکن انہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے رد کا جواب تو جھٹ دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رد کا نہیں دیا۔

پس ان پر یہ

شدید اعتراض

پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے لئے تو غیرت دکھائی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس کی ضرورت نہ سمجھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ کہ کہیں ہمارے

علماء میں پارٹی بازی کا رنگ

تو نہیں پیدا ہورہا۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا ہو۔ لیکن اگر سلسلہ میں کسی قسم کی بھی کوئی پارٹی بازی کی روح پیدا ہوئی۔ تو انشاء اللہ اللہ تعالےٰ کی ہی توفیق سے میں اپنی زندگی میں اس کو کبھی برداشت نہیں کروں گا۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب۔ اور مولوی راجیکی صاحب صحابہ میں سے اور مولوی ابوالعطاء صاحب تابعین میں سے چوٹی کے علماء ہیں۔ اور انہوں نے سلسلہ کی مشکلات کے وقت میں میری اعانت بھی کی ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ سلسلہ کے کام کرتے رہے ہیں۔ جن کے لئے میں جزاکم اللہ کہتا ہوں۔ اور میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود اگر خدانخواستہ کوئی ایسی صورت ہو۔ تو میں قطعاً اس طرف راغب نہیں ہوں۔

کہ ان کی اس قسم کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ صاف بات ہے کہ ایک مضمون میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی تردید

کی گئی۔ مولوی راجیکی صاحب نے اس مضمون کو پڑھا۔ ان کا فرض تھا کہ اس کا جواب دیتے۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ مجھے ان کے اس قول پر تعجب ہے۔ کہ لوگ ان کے پاس گئے۔ اور کہا کہ میر صاحب کے مضمون کا جواب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کیوں نہیں دیتے۔ ان لوگوں نے مولوی صاحب سے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ مولانا آپ اس مضمون کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہیں یہ کیونکر خیال پیدا ہؤا۔ کہ وہ مولوی راجیکی صاحب کے پاس جا کر یہ شکائت کریں۔ کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب کیوں جواب نہیں دیتے۔ جبکہ ایک عالم ان کے سامنے تھا۔ جسے اس مضمون کا علم بھی تھا۔ پھر بھی اسنے جواب نہیں دیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تو ممکن ہے مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کا بھی جواب نہ دیتے۔ اس کا محرک تو یہ امر ہے۔ کہ جب یہ مضمون نکلا ہے۔ تو میں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو لکھا۔ یا زبانی کہا۔ کہ زبانی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے خلاف سنا ہؤا ہے۔ اور کتابوں میں بھی اس کے خلاف پڑھا ہے۔ لیکن حوالے مجھے یاد نہیں آپ کو مشق ہے۔ آپ تسل بھیجنے کے بارہ میں مجھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے

بھجوا دیں۔ چنانچہ انہوں نے حوالے نکال کر مجھے بھیج دیئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ جب مولوی صاحب نے حوالے نکالے تو ساتھ ہی انہیں یہ خیال بھی آگیا۔ کہ لوگوں کے فائدہ کے لئے انہیں شائع بھی کرا دوں۔ تو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے مولوی ابوالعطاء صاحب کے مضمون کی اصلاح کے لئے جو مضمون لکھا۔ کسی مخالفت کی وجہ سے نہیں لکھا بلکہ میرا حوالے طلب کرنا اس کا موجب ہو گیا۔ اور نہ انہوں نے یہ مضمون اس لئے لکھا۔ کہ ان کا یہ خیال تھا۔ یا جماعت کا یہ خیال تھا۔ کہ سب مضمونوں کا رد کرنا انہی کا کام ہے۔ لیکن مولوی راجیکی صاحب کے مضمون میں اس قسم کا

مخفی اشارہ

پایا جاتا ہے۔ کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو چونکہ مولوی ابوالعطاء صاحب سے کینہ تھا۔ اس لئے ان کا رد کیا۔ اور میر صاحب سے چونکہ دوستی تھی۔ اس لئے ان کی تردید نہ کی۔ اور اگر مولوی صاحب سے غلطی سے ایسا نہیں لکھا گیا تو یہ صریح ظلم ہے۔ (مولوی راجیکی صاحب کا خط آیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ انہیں مولوی صاحب سے کوئی رنج نہیں۔ اور انہوں نے بالارادہ ایسی بات کوئی نہیں لکھی۔ اور ان کے عذر کو میں تسلیم کرتا ہوں۔) میرا تو خیال ہے۔ کہ میں اگر ان کو حوالے نکالنے کو نہ کہتا تو ممکن ہے اس مضمون کا بھی انہیں پتہ نہ لگتا۔ اور وہ جواب نہ دیتے۔ یا شائد سمجھ لیتے کہ کوئی اور اس کا جواب دے دے گا۔ دراصل

نیکی کے مختلف مواقع

ہوتے ہیں۔ جو مختلف لوگوں کو مل جاتے ہیں۔ ہر نیکی حضرت ابوبکر رضؓ نے ہی نہیں کی۔ بلکہ بعض حضرت عمر رضؓ نے کیں۔ پھر بعض کا موقعہ حضرت عمر رضؓ کو نہیں ملا۔ اور وہ حضرت عثمان نے کیں۔ پھر بعض کا حضرت عثمان رضؓ کو نہیں حضرت علی کو موقعہ ملا۔ بعض حضرت طلحہ نے کیں۔ بعض حضرت زبیر نے کیں۔ تو نیکی کے مواقع ہوتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی کو تحریک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کوئی مضمون کسی کو سوجھ جاتا ہے اور کسی کی تحریک کسی اور کو ہو جاتی ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر

نیکی کی تحریک

ایک ہی انسان کو ہو۔ اور ہر مضمون لکھنے کا خیال ایک ہی شخص کو آئے۔ یہ انسانی فطرت ہے۔ کہ کبھی کسی کو خیال آجاتا ہے۔ اور کبھی کسی کو ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک کام کہتے ہیں۔ اور زید خیال کر لیتا ہے کہ بکر کرے گا۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ عمر کر دے گا۔ اور کبھی کوئی کر دیتا ہے۔ اور کبھی کوئی۔ اور اس بات کو کسی کی نیت سے وابستہ کر دینا نہائت ہی خطرناک امر ہے۔ اگر ہر نیکی کے موقعہ پر حضرت ابوبکر رضؓ کو ہی خیال آتا۔ تو باقی سب صحابہ خالی ہاتھ اللہ تعالےٰ کے حضور جاتے۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو نیکیوں کے بہت سے مواقع عطا کئے۔ مگر بعض دفعہ حضرت عمر رضؓ کو بھی دیئے۔ اور بعض مواقع پر حضرت عمر رضؓ کو ایسی سوجھی جو حضرت ابوبکر رضؓ کو یا کسی اور صحابی کو نہ سوجھی۔ پس اگر ہر نیکی کا خیال حضرت ابوبکر رضؓ کو ہی آجاتا۔ تو حضرت عمر رضؓ کہاں جاتے۔ اور اگر انہیں ہی خیال آتا۔ تو حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ اور دوسرے صحابہ رضؓ کہاں جاتے۔ پس یہ بات

انسانی فطرت

میں ہے۔ کہ مختلف مواقع پر مختلف تحریکات دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح مضامین کا حال ہے۔ کوئی مضمون کسی کے خیال میں آجاتا ہے۔ اور کوئی کسی کے خیال میں۔ "الفضل" کو پڑھو۔ بعض دفعہ بچے ایسے مضمون لکھتے ہیں۔ کہ جو نہ علماء کے خیال میں آتے ہیں۔ اور نہ میرے خیال میں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی تحریک نہیں کرتا۔ اور کسی بچے کو کر دیتا ہے۔ کیونکہ اسے ثواب دینا ہوتا ہے۔ پس یہ خیال کرنا۔ کہ ایک ہی شخص کا فرض ہے کہ جواب دے۔ بالکل عقل کے خلاف ہے۔ یہ

اللہ تعالےٰ کی دین

ہے۔ کبھی وہ کسی کو تحریک کر کے موقعہ عطا کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے نکلکر مدینہ کو آئے۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ کو موقعہ ملا۔ اور وہ ساتھ رہے اور ہر رنگ میں خدمت کا ثواب حاصل کیا۔ لیکن

احد کی جنگ

میں جب چاروں طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ طلحہ رضؓ کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ کہ اپنا سینہ آگے کر دیا۔ جب چاروں طرف سے شور کی آوازیں کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھنا چاہتے کہ کیا ہے۔ تو حضرت طلحہ عرض کرتے۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ ادھر ادھر نہ دیکھیں ایسا نہ ہو کوئی تیر لگ جائے۔ میں سامنے کھڑا ہوں۔ اب کوئی کہے کہ احد کے دن حضرت ابوبکر رضؓ کیوں آگے کھڑے نہ ہوئے۔ دراصل مکہ سے ساتھ آنے میں بھی ان کی بدنیتی تھی۔ تو یہ درست نہ ہو گا۔ بے شک احد کے دن حضرت ابوبکر کو اللہ تعالےٰ نے موقعہ نہیں دیا۔ مگر اس میں حضرت ابوبکر رضؓ کا کوئی نقص نہیں۔ حضرت طلحہ رضؓ بھی تو اللہ تعالےٰ کا پیارا بندہ تھا۔ اور اسے بھی اللہ تعالےٰ نے کوئی فخر کی بات عطا کرنی تھی۔ پس یہ موقعہ بھی اگر حضرت ابوبکر رضؓ کو ہی مل جاتا۔ تو حضرت طلحہ کیا کرتے۔ پھر

خیبر کے دن

حضرت علی رضؓ کو موقعہ ملا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آج میں اسے موقعہ دوں گا۔ جو خدا سے محبت کرتا ہے۔ اور جس سے خدا تعالےٰ محبت کرتا ہے۔ اور تلوار اس کے سپرد کروں گا جسے خدا تعالےٰ نے فضیلت دی ہے۔ حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اس مجلس میں موجود تھا۔ اور اپنا سر اونچا کرتا تھا۔ کہ شائد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں۔ اور مجھے دے دیں۔ مگر آپ دیکھتے اور چپ رہتے۔ میں پھر سر اونچا کرتا اور آپ پھر دیکھتے۔ اور چپ رہتے۔ حتےٰ کہ علی رضؓ آئے۔ ان کی آنکھیں سخت دکھتی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ علی رضؓ آگے آؤ۔ وہ آپ کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا۔ اور فرمایا

اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو شفا دے یہ تلوار لو۔ جو خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہے۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ یہ موقعہ نہ حضرت ابوبکرؓ کو ملا۔ اور نہ حضرت عمرؓ کو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان دونوں سے محبت نہیں کرتا۔ تو یہ درست نہیں۔ اگر حضرت علیؓ کو یہ موقعہ نہ ملتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جاکر کیا کہتے۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ اور حضرت طلحہؓ تو اپنی خدمات پیش کر دیتے۔ مگر حضرت علیؓ کیا کرتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی موقعہ دیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ۔ اور حضرت عمرؓ کو بھی کئی مواقع ملے۔ بلکہ

حضرت عمرؓ کو پہلے دن ہی موقعہ ملا

جب وہ مسلمان ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مکان کے اندر تشریف فرما تھے۔ صحابہؓ بھی پاس تھے۔ دروازہ بند تھا۔ آپ نے آکر کہا۔ کہ دروازہ کھولو۔ صحابہؓ نے کہا۔ کہ عمرؓ کی آواز ہے۔ مت کھولو۔ مگر حضرت حمزہؓ پہرہ پر تھے۔ انہوں نے کہا۔ عمر کی ایسی تیسی۔ آنے تو سہی۔ میں اس کا سر نہ پھوڑ دوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھلا۔ اور حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ۔ تم کبھی ہمارا پیچھا چھوڑو گے بھی یا نہیں۔ ہم الگ مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور تم وہاں بھی ہم کو دق کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ رو پڑے۔ اور عرض کیا۔

یا رسول اللہؐ میں تو بیعت کرنے آیا ہوں

یہ سنکر آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور سب صحابہؓ نے بھی۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ پہلا نعرۂ تکبیر تھا۔ جو مکہ میں بلند کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ چلئے کعبہ میں نماز پڑھیں۔ حضرت حمزہؓ کو ساتھ لیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کعبہ میں لے گئے۔ یہ دونوں تلواریں لے کر کھڑے ہوگئے۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی آگے آیا۔ تو ہم اسے فنا کر دینگے یا خود مر مٹیں گے۔

دیکھو۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے مگر کیا ہر فضیلت حضرت عمرؓ کے لئے ہی ضروری ہے۔ اگر حضرت عمرؓ کی اس فضیلت کو دیکھ کر دوسرے مواقع پر صحابہؓ کہدیتے کہ اب وہ کہاں ہیں۔ اب کیوں آگے نہیں آتے؟ تو یہ اعتراض صحیح نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو نیکی کا موقعہ دیتا ہے وہ کر لیتا ہے۔ اور

جس کو موقعہ ملے۔ وہ کیوں چھوڑے

اگر مولوی راجیکی صاحب، کو یہ خیال آیا تھا۔ کہ میر صاحب نے ایسا مضمون لکھا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے خلاف ہے تو انہوں نے کیوں اس کا جواب نہ دیا۔ اور انہوں نے یہ کیوں فرض کیا کہ اس کا جواب دینا بھی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا ہی فرض ہے۔ وہ بھی آدمی ہیں۔ اور یہ بھی۔ اور جسے نیکی کی تحریک ہوتی۔ اسے چاہیئے تھا۔ کرتا۔ پس مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا کہ ایک ہی شخص کے ذمہ ہے کہ وہ سلسلہ کی اصلاح کرے نہایت ہی خطرناک رَو ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ میں اس کے خلاف اظہارِ ناراضگی کروں۔ میں تو خلیفۂ وقت کے متعلق ایسا خیال کرنا بھی شرک سمجھتا ہوں۔ کجا یہ کہ کسی اور مولوی کے متعلق یہ امید رکھی جائے۔ کہ ہر مضمون کا جواب دینا اس کا فرض ہے اگر ان کو علم ہوا تھا۔ کہ میر صاحب نے کوئی ایسا مضمون شائع کرایا ہے تو ان کا فرض تھا۔ کہ اس کی تردید کرتے۔ اور اگر اس سے جھجکتے تھے۔ کیونکہ بعض دفعہ آدمی خیال کرتا ہے۔ کہ شاید میرا ہی خیال غلط ہو تو ان کو چاہیئے تھا۔ مجھے توجہ دلاتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ مجھے علم ہو چکا ہوگا۔ مگر کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ میں عالم الغیب ہوں اور ہر بات کو جانتا ہوں۔ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے جو لوگ بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بیسیوں بعض حرکتیں کر رہے ہوں گے۔ مگر مجھے سامنے کھڑے ہوئے ان کا علم نہیں۔ "الفضل" میں بیسیوں مضمون ایسے چھپتے ہیں۔ جو میں نہیں پڑھتا اگر ان کو خیال آیا تھا۔ تو ان مفروضات کی بنا پر وہ کیوں نیکی سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نیکی کا ایک موقعہ دیا تھا۔ جو دوسرے کو نہیں ملا تھا۔ مگر اسے انہوں نے گنوا دیا۔ اور اب وہ موقعہ مجھے مل گیا ہے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر میر صاحب نے ایسا مضمون لکھا ہے۔ تو وہ غلط ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہے:۔

(مجھے خطبہ کے بعد

میر صاحب کا خط

ملا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے مضمون پر نادم ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے خلاف کچھ بھی لکھنا گناہ ہے۔ اس لئے میں اس پر ندامت کا اظہار کرتا ہوں)

یہی نیکی کا موقعہ مولوی راجیکی صاحب کو ملا۔ لیکن وہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے انقباض رکھنے یا ان کو سلسلہ کا واحد ذمہ وار سمجھنے کی وجہ سے اس ثواب سے محروم رہ گئے ÷

اس جگہ

ایک لطیفہ

بیان کرنے سے میں نہیں رک سکتا۔ وہ لطیفہ یہ ہے۔ کہ مولوی راجیکی صاحب نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے مضمون کے رد میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ اس کے خلاف کہا کرتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے (حالانکہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ پہلے آپ کا یہ عقیدہ تھا۔ بعد میں آپ نے غلطی تسلیم کر لی۔) لیکن انہیں شاید معلوم نہیں کہ جس دوسرے مضمون کی تردید وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا خیال یہی تھا۔ کہ یونسؑ کو مچھلی نے نہیں نگلا۔ بلکہ مچھلی کو یونس نے نگلا تھا۔ جن لوگوں نے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عربی زبان میں بعض جگہ نسبت بدل جاتی ہے۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ حوت حضرت یونسؑ کے پیٹ میں چلی گئی تھی۔ علاوہ عربی مثالوں کے حضرت خلیفۂ اول رضؓ اردو کی بھی یہ مثال دیا کرتے تھے۔ کہ جیسے کہتے ہیں۔ پرنالہ چلتا ہے۔ حالانکہ پرنالہ نہیں چلتا۔ بلکہ پانی چل رہا ہوتا ہے تو حضرت خلیفۂ اول رضؓ عربی کی بہت سی مثالیں پیش کر کے کہا کرتے تھے۔ کہ حوت حضرت یونسؑ کے پیٹ میں گئی تھی۔ اور پھر وہ بیمار ہو گئے

لَلَبِثَ فِي بَطْنِهٖ

اس کے معنے آپ یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو مچھلی حضرت یونسؑ کے پیٹ میں سے نہ نکلتی۔ اور ان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور مچھلی کو آپ کے پیٹ سے نکال دیا۔ آپ فرماتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مچھلی کھا کر تخمہ ہوا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے زہر خارج کر دیا۔ اور آپ بچ گئے۔ پس اس بارہ میں بھی حضرت خلیفۂ اول رضؓ کا عقیدہ یہی تھا۔ جو ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا ہے (لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس خیال کو بھی آپ نے بعد میں بدلا۔ کیونکہ پھر آپ نے ہمیں حضرت مسیح کی وفات کے ثبوت میں یونس نبی والی پیشگوئی بھی دکھائی) لیکن ایسے امور میں نبیوں ہی کی بات پر انحصار کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ معجزے ہیں۔ اور معجزوں کو انبیاء ہی زیادہ جان سکتے ہیں۔ ہم میں سے بیسیوں اشخاص

اس بات کے زندہ گواہ ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جب کتاب نور الدین لکھ رہے تھے۔ تو اس میں آپ نے لکھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا جو ذکر ہے۔ اس سے مراد

لڑائی کی آگ

ہے۔ آپ نے خیال کیا۔ کہ آگ میں پڑ کر زندہ بچنا تو بہت مشکل ہے اس لئے آگ سے مراد لڑائی کی آگ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دنوں بسراواں کی طرف سیر کو جایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں بھی ساتھ تھا۔ کسی نے چلتے ہوئے کہا۔ کہ حضور بڑے مولوی صاحب نے بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے۔ (جو لوگ عام طور پر عقلی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوں۔ وہ ایسی باتوں کو بہت پسند کرتے ہیں) لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ساری سیر میں اس بات کا رد کرتے رہے۔ اور فرمایا کہ میری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو۔ کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ ہمیں الہام ہوا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سلوک کیا۔ تو کیا بعید ہے۔ کیا طاعون آگ سے کم ہے۔ اور دیکھ لو کیا کہ کم معجزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچا لیا ہو تو کیا بعید ہے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہدو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ چنانچہ آپ نے کاٹ دیا۔ تو معجزات کے بارہ میں انبیاء ہی کی رائے صحیح سمجھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ ان کی دیکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدھ آدھ گھنٹہ باتیں کرتا ہے۔ سوال کرتا اور جواب پاتا ہے۔ ایسی باتوں تک تو خواص بھی نہیں پہونچ سکتے۔ کجا

یہ کہ عوام الناس جنہوں نے کبھی خواب ہی نہیں دیکھا۔ اور اگر دیکھا ہو تو ایک دو سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اگر زیادہ بھی دیکھیں تو دل میں تردد رہتا ہے۔ کہ شائد یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نفس کا ہی خیال ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ادھر ہم نے سونے کے لئے تکیہ پر سر رکھا۔ اور ادھر یہ آواز آنی شروع ہوئی۔ کہ دن میں تمہیں بہت گالیاں لوگوں نے دی ہیں۔ مگر فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور تکیے پر سر رکھنے سے لے کر اٹھنے تک اللہ تعالیٰ اسی طرح تسلی دیتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ بعض دفعہ ساری ساری رات یہی الہام ہوتا رہا ہے۔ کہ

انی مع الرسول اقوم

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں دوسرے لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور نیک لوگ ایک حد تک سمجھ سکتے ہیں مگر اس حد تک نہیں۔ جس حد تک نبی سمجھ سکتا ہے۔ نبی نبی ہی ہے۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کلام ایسے رنگ میں ہوتا ہے۔ کہ جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ میرے اپنے الہام اور خواب اس وقت تک ہزار کی تعداد تک پہونچ چکے ہوں گے مگر اس شخص کی ایک رات کے الہامات کے برابر بھی یہ نہیں ہو سکتے۔ جسے شام سے لے کر صبح تک انی مع الرسول اقوم کا الہام ہوتا رہا ہے۔ پھر ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اپنے

بزرگوں کی عزت

کریں۔ لیکن جب ہم ان کو انبیاء کے مقابلہ پر کھڑا کرتے ہیں۔ تو گویا خواہ مخواہ ان کی ہتک کراتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں عام طور پر یہ چرچا رہتا تھا۔ کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ بڑے

مولوی صاحب یعنے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور بعض چھوٹے مولوی صاحب یعنے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا نام لیتے تھے۔ ہم اس پارٹی میں تھے جو

حضرت خلیفہ اول رض کو زیادہ محبوب

سمجھتی تھی۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا موقعہ تھا یہ یاد نہیں۔ پہلے میں کبھی شائد یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں۔ اور ممکن ہے اس میں موقعہ بھی بیان کیا ہو۔ مگر اس وقت یاد نہیں۔ میں گھر میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے یا حضرت اماں جان بھی شائد وہیں تھیں۔ ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں ان میں سے ایک حکیم صاحب کا وجود ہے۔ آپ بالعموم حضرت خلیفہ اول کو حکیم صاحب کہا کرتے تھے۔ کبھی بڑے مولوی صاحب اور کبھی مولوی نور الدین صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور فرمایا کہ ان کی ذات بھی

اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان

ہے۔ اور یہ ہمارا ناشکرا پن ہوگا۔ اگر اس کو تسلیم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے۔ جو سارا دن درس دیتا ہے۔ پھر طب بھی کرتا ہے اور جس کے ذریعے ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں۔ جس طرح

انسان کی نبض

چلتی ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حوالہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔ یا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں میرا نام لے دیا جائے۔ تو اس کے معنے سوائے اس کے کیا ہیں۔ کہ ہم کو گالیاں دلوائی جائیں۔ خلفاً کی عزت اسی میں ہوتی ہے۔ کہ متبوع

کی پیروی کریں۔ اور اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو جسے اس کا علم ہو۔ اسے چاہیئے کہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے۔ شائد آپ کو اس کا علم نہ ہو۔ پھر نقد کا علم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے اور ماموروں کی باتوں کو سمجھنے کی دوسروں سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔ پھر اس بات پر غور کر کے ہم دیکھیں گے۔ کہ کیا اس کے معنے وہی ہیں۔ جو لوگ لیتے ہیں۔ اور یقیناً نقد کے بعد ہم اس کو حل کر لیں گے۔ اور وہ حل

ننانوے فی صدی صحیح

ہوگا۔ لیکن اس کو حل کرنے کے یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ ہم آپ کے مقابل پر ہوں گے۔ اور آپ کے ارشادات کے مقابلہ میں نام لے کر ہماری بات پیش کی جائے۔ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ پیش کرے۔ تو آگے سے دوسرا میرا نام لے دے۔ تو اس کے معنے سوائے اس کے کیا ہیں۔ کہ ہتک کرائی جائے پس خواہ حضرت خلیفہ اول ہوں۔ یا میں ہوں۔ یا کوئی بعد میں آنے والا خلیفہ جب یہ بات پیش کر دی جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے۔ تو آگے سے یہ کہنا کہ فلاں خلیفہ نے یوں کہا ہے۔ غلطی ہے۔ جو اگر

عدم علم کی وجہ سے

ہے۔ تو سند نہیں ہو سکتی۔ اور اگر علم کی وجہ سے ہے۔ تو گویا خلیفہ کو اس کے متبوع کے مقابل پر کھڑا کرنا ہے۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ اگر متبوع کے کسی حوالہ کی تشریح خلیفہ نے کی ہے۔ تو یہ کہا جائے کہ آپ اس کے یہ معنے کرتے ہیں۔ لیکن فلاں خلیفہ نے اس کے یہ معنے کئے ہیں۔ اس طرح خلیفہ نبی کے مقابلہ پر نہیں کھڑا ہوتا۔ بلکہ اس شخص کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ جو نبی کے کلام کی تشریح کر رہا ہے ؛

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ

ضروری نہیں کہ خلفاء کو سب باتیں معلوم ہوں

کیا حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ساری احادیث یاد تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو ہم کو یاد نہیں۔ اور دوسرے آکر بتاتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں جن کے پاس یہ باتیں ہیں۔ وہ اگر سنائیں تو بڑا احسان ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ خلیفہ سب باتوں سے واقف ہو۔ اکثر لوگ جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول کتابیں بہت کم پڑھا کرتے تھے۔ میرے سامنے یہ واقعہ ہوا۔ کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا۔ کہ آپ مولوی صاحب کو پروف پڑھنے کے لئے کیوں بھیجتے ہیں۔ وہ تو اس کے ماہر نہیں ہیں۔ اور ان کو پروف دیکھنے کی کوئی مشق نہیں۔ بعض لوگ اس کے ماہر ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ میں خطبہ دیکھتا ہوں۔ مگر اس میں پھر بھی بیسیوں غلطیاں چھپ جاتی ہیں۔ آج ہی جو خطبہ چھپا ہے اس میں ایک سخت غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے اصلاح تو کی تھی۔ مگر اصلاح کرتے وقت پہلے فقرہ کا جو مفہوم میرے ذہن میں تھا وہ دراصل نہ تھا۔ میں نے سمجھا۔ کہ اس سے پہلے یہ فقرہ ہے۔ کہ صرف ان نبیوں کا رستہ مسدود قرار دیا گیا ہے۔ اور میں نے اس کے بعد کے فقرہ کو جس میں کچھ غلطی رہ گئی تھی یوں درست کر دیا۔ کہ "جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے" مگر چھپنے کے بعد جب میں نے پڑھا۔ تو پہلا فقرہ بالکل اس کے الٹ تھا۔ جو میں نے سمجھا تھا اور الفضل میں یہ فقرہ پڑھکر میں حیران ہو گیا۔ کہ "کسی ایسے مدعی کے آنے کے رستہ کو مسدود قرار نہیں دیا گیا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے"۔ اور اس طرح گویا اس کے یہ معنے ہو گئے۔ کہ شرعی نبی تو آسکتا ہے۔ مگر غیر شرعی نہیں۔ حالانکہ مراد یہ تھی کہ صرف ایسے مدعی کے آنیکے رستہ کو مسدود قرار دیا گیا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے۔ یعنی صرف شرعی نبی کی اور مستقل نبی کی روک کی گئی ہے۔ تو بعض لوگ

پروف دیکھنے کے ماہر

ہوتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ میر مہدی حسین صاحب اس کے ماہر ہیں۔ اور وہ ایسی باریک غلطیاں بھی پکڑ لیتے ہیں۔ جو دوسرے سے یقیناً رہ جائیں۔ تو کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا۔ کہ مولوی صاحب تو اس کے ماہر نہیں ہیں۔ آپ ان کو پروف کیوں دکھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب کو فرصت کم ہوتی ہے اور وہ بیمار وغیرہ دیکھتے رہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ پروف ہی پڑھ لیا کریں تا ہمارے خیالات سے واقفیت رہے۔ اور پھر پڑھنے کے باوجود یہ ضروری نہیں۔ کہ ہر بات یاد رہے۔ مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق ہی حوالے میں نہیں نکال سکا۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو کہلا بھیجا۔ کہ نکال دیں۔ میرا حافظہ اس قسم کا ہے۔ کہ قرآن کریم کی وہ سورتیں بھی جو روز پڑھتا ہوں۔ ان میں سے کسی کی آیت نہیں نکال سکتا۔ لیکن دلیل کے ساتھ جس کا تعلق ہو۔ وہ خواہ کتنا عرصہ گذر جائے۔ مجھے یاد رہتی ہے۔ جن باتوں کا یاد رکھنا میرے کام سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ حوالے میں سمجھتا ہوں۔ کہ دوسرے سے نکلوا لونگا اس لئے یاد نہیں رکھ سکتا۔ اور جو سورتیں روز پڑھتا ہوں۔ ان کی آیت سنکر بھی فوراً نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں سورۃ کی ہے۔ ہاں بسم اللہ سے شروع کر کے ساری سورۃ پڑھوں تو پڑھ لوں گا۔ لیکن ایک آیت کے متعلق پتہ نہیں لگا سکتا۔ کہ کہاں ہے۔ سوائے پانچ سات چھوٹی سورتوں کے یا سورۃ فاتحہ کے بڑی بڑی سورتیں جو یاد ہیں ان سے درمیان کا ٹکڑا سنکر حوالہ نہیں نکال سکتا۔ لیکن یوں بات یاد رکھنے میں میرا حافظہ ایسا ہے۔ کہ بعض خطوط جب پرائیویٹ سکرٹری دو دو ماہ بعد پیش کرتا اور کہتا ہے کہ فلاں شخص نے یہ لکھا ہے تو اگر ان کی غلطی ہو۔ تو میں کہہ دیتا ہوں کہ اس نے یہ تو نہیں۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ جب میں ڈاک کے جواب مسجد میں لکھوایا کرتا تھا۔ تو بعض لوگ یہ دیکھکر حیران رہ جاتے تھے کہ بات وہی صحیح ہوتی تھی۔ جو میں کہتا تھا۔ حالانکہ خط سیکرٹری کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ تو میرا حافظہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسا زبردست ہے۔ کہ بہت کم لوگوں کا ایسا ہوتا ہوگا۔ مضمون کے لحاظ سے حوالہ ایسا یاد رہتا ہے۔ کہ کوئی حافظ اس طرح نہیں رکھ سکتا۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ لاہور میں مجھے اچانک تقریر کرنی پڑی

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

جو آیات کا حوالہ نکالنے میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ ان کو میں نے پیچھے بٹھا لیا۔ اور مضمون بیان کرنا شروع کر دیا۔ جب ضرورت ہوتی ان سے حوالہ دریافت کر لیتا۔ اگلے دن ایک ہندو اخبار نے لکھا۔ کہ تقریر تو بہت اچھی تھی۔ لیکن ایک بات قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہ موقعہ پا کر میں سٹیج کی پچھلی طرف چلا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پیچھے ایک شخص بیٹھا ہوا بتاتا جاتا تھا۔ اور یہ آگے بیان کرتے جاتے تھے۔ حافظ صاحب کے حوالے بتانے سے اس نے سمجھا۔ کہ شائد مضمون بھی وہی بتا رہے ہیں۔ تو مضمون کے لحاظ سے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے القاء کے طور پر حوالے ملتے جاتے ہیں۔ حالانکہ اس کا خیال اور واہمہ بھی نہیں ہوتا۔ یونہی لفظ سامنے آجاتا ہے۔ اور پھر میں حافظ سے آیت پوچھ لیتا ہوں۔ مگر یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ فلاں آیت کس سورت میں ہے۔ تو گو حافظوں کی بھی کئی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ مگر جب نص موجود ہے۔ تو خواہ دوسری بات کو حافظ کی کمزوری سمجھو۔ خواہ نافہمی۔ بہرحال مقدم وہی بات ہوگی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہی ہے۔

اس کے بعد اب میں

اصل مضمون

کی طرف آتا ہوں۔ اور پہلے بائبل کو لیتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اصولی طور پر اس معاملہ میں کیا کہتی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور اس وجہ سے یہود نے کہا۔ کہ وہ لعنتی ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اسی نیت سے ایسا کیا۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ بائبل کے رو سے جو نبی بھی قتل ہو۔ وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا یہ مضمون واقعی بائبل میں درج ہے۔ یا صرف یہ مضمون ہے۔ کہ جھوٹا نبی ضرور سزا پاتا ہے۔ گویا وہی بات ہے۔ جو قرآن کریم نے آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ میں کہی ہے۔ یعنی جو کوئی نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرے۔ اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر ہم اس کی رگ جان کو کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹا ہوتا۔ تو ہم اسے یہ سزا کیوں نہ دیتے۔

پس یہ اصول ہے۔ جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ جھوٹا ضرور قتل کیا جاتا ہے یہی مضمون ہمیں بائبل میں بھی نظر آتا ہے۔ چنانچہ

استثناء باب ۱۳ آیت ۵ میں لکھا ہے۔ کہ "اور وہ نبی (جس کی خواب پوری ہو جاتی مگر شرک کی تعلیم دیتا ہے) یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا" یعنی کسی کے ایک خواب کے پورا ہونے سے یہ مت یقین کر لو۔ کہ وہ نبی ہو گیا ہے۔ اگر وہ شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھو۔ پس اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ جھوٹا قتل ضرور کیا جاتا ہے۔ اور دونو باتوں میں بڑا فرق ہے۔ ہماری جماعت میں بھی اس کی مثال موجود ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ تیری مخالفت کی وجہ سے طاعون سے لوگ ہلاک ہونگے۔ اور گویا وہ دشمن کے لئے عذاب ہے۔ مگر جب کوئی احمدی بھی کبھی اس کا شکار ہو جاتا۔ تو مخالف مضحکہ اڑاتے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا مسلمان جنگوں میں شہید نہ ہوتے تھے۔ وہ جنگیں کفار کے لئے تو عذاب ہوتی تھیں مگر

مسلمانوں کیلئے شہادت کا موجب

تو استثنائی طور پر اللہ تعالیٰ کبھی کبھار دشمنوں کو بھی ہنسی کا موقعہ دیدیتا ہے۔ پس اس کے یہ معنے نہیں کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ہیں کہ جھوٹا ضرور قتل ہوتا ہے۔ اور دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے بھی ہیں۔ کہ یہود کی شریعت کا یہی حکم ہے۔ کہ جھوٹے نبی کو ضرور قتل کرو۔ چنانچہ اسی باب کی آیت ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ "تو تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا" جس سے مراد یہ ہے۔ کہ تجھے چاہیئے کہ اسے قتل کر دے۔ پس جب اسی باب میں کرے گا بمعنے کرے استعمال ہوا ہے۔ تو مذکورہ بالا حوالہ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ بائیبل کا حکم ہے کہ اس شخص کو جو شرک کی تعلیم دیتا ہو اور ساتھ نبوت کا مدعی ہو بنی اسرائیل قتل کر دیا کریں۔ پھر زکریا باب ۱۳ آیت ۳ میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا نبی جلد ہلاک ہوتا ہے (قتل کا ذکر نہیں) اس کے ماں باپ جن سے وہ پیدا ہوا اسے کہیں گے کہ تو نہ جئے گا۔" یہاں جینے کا لفظ ہے۔ جس میں موت بھی قتل بھی اور ہلاکت بھی ہو سکتی ہے۔ قتل کا لفظ یہاں نہیں ہے۔

استثناء باب ۲۱ آیت ۲۲-۲۳ میں ہے۔ کہ اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے۔ تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے گاڑ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ وہ خدا کا ملعون ہے اس لئے چاہیئے۔ کہ تیری زمین جس کا وارث خداوند تیرا خدا تجھے کرتا ہے۔ ناپاک نہ کی جائے"۔

یہاں پھانسی پر لٹکائے جانے والے کے متعلق ایک حکم بیان کیا ہے۔ اور الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایسا پھانسی پانے والا جسے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت پھانسی دی جائے۔ ملعون ہوتا ہے یعنی جب خدا تعالیٰ کی شریعت کے مطابق اس کا قتل واجب ہو۔ تب لعنتی ہوتا ہے

محض پھانسی پانے کی وجہ سے کوئی لعنتی نہیں ہو سکتا

بلکہ وہ لعنتی ہوگا۔ جو کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے پھانسی دیا جائے جس کے متعلق تورات کہے کہ یہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہے۔ اور جسے خدا تعالیٰ بسبب ناراضگی کے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے۔ اس کے ملعون ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ یہود کے اندر احساس تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ جسے ہم پھانسی دیں۔ وہ لعنتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے لازمی طور پر ان کے اندر یہ احساس بھی تھا۔ کہ جسے پھانسی پر لٹکایا جائے۔ اس کا دعویٰ تسلیم نہیں کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو ایسی باتوں سے بچاتا ہے۔ جن سے لوگ نفرت کریں۔ یوں تو نبی ہر ایک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چوہڑا یا چمار نبی ہو جائے۔ تو طبائع میں اتنی نفرت پیدا ہوگی۔ کہ لوگ اس پر غالب نہ آسکینگے اور اس وجہ سے اس کی طرف توجہ ہی نہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان باتوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ تا لوگ ضد نہ کریں۔ کیونکہ یہ ضروری ہے کہ نفرت کی وجہ سے بہت سے لوگ ہدایت سے محروم رہ جائیں گے۔ پس صلیب پر لٹکانے سے حضرت مسیح ناصری کا بچانا اس نفرت کو دور کرنے کے لئے تھا نہ اس لئے کہ واقعہ میں صلیب پر لٹک کر انسان لعنتی ہو جاتا ہے خواہ مجرم ہو یا نہ ہو

ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یونہی اگر کسی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ تو وہ ملعون نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص شریف ہے۔ بے گناہ ہے۔ خدمت خلق کرتا ہے نیکی کے دوسرے کام کرتا ہے۔ لیکن چور اور ظالم لوگ اگر اسے پھانسی دیدیتے ہیں تو کیا وہ ملعون ہو جائیگا۔ انسانی فطرت اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ اگر کسی بے گناہ کو بھی پھانسی پر لٹکا دیا جائے تو وہ ملعون ہو جاتا ہے۔ پس یا تو یہ مانو کہ کوئی بے گناہ پھانسی پر لٹکایا جا ہی نہیں سکتا۔ جونہی کوئی چور پکڑ کر اسے پھانسی پر لٹکانے لگے۔ تو فرشتے جھٹ آکر اسے اتار دیں گے اور چھین کر لے جائیں گے۔ اور اس طرح صلیب پر کوئی غیر مجرم لٹکایا ہی نہیں جا سکتا۔ اور یا پھر یہ مانو کہ محض پھانسی پر لٹکا دیئے جانے سے کوئی شخص ملعون نہیں ہو سکتا

غرض یا تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کسی یہودی مومن کو کوئی صلیب پر لٹکا سکتا ہی نہیں۔ جس طرح

دعائے گنج العرش

کے متعلق مشہور ہے کہ جو اسے پڑھے اسے نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ سمندر ڈبو سکتا ہے۔ نہ پہاڑ پر سے وہ گر سکتا ہے چنانچہ دعا گنج العرش کی بابت لکھا ہے کہ کسی چور کو بادشاہ نے پھانسی دیئے جانے کا حکم دیا۔ مگر رسی کھینچتے ہیں۔ تو وہ کھنچتی ہی نہیں۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ وہ پھانسی سے نہیں مرتا۔ اس کی گردن ہی نہیں دبتی۔ تو اس نے اسے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا۔ مگر جب آگ میں ڈالا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ آگ سے کھیل رہا ہے۔ جب اس کی بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے سمندر میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ مگر جب پتھروں سے باندھ کر اسے سمندر میں پھینکا گیا۔ تو وہ کارک کی طرح تیرنے لگا۔ آخر اسے پہاڑ سے گرانے کا حکم دیا گیا۔ مگر جب پہاڑ سے گرایا گیا۔ تو یوں معلوم ہوا کہ کسی نے اسے پکڑ کر آرام سے زمین پر رکھ دیا ہے اور اسے ذرا بھی چوٹ نہ آئی۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ یہ تو کوئی ولی اللہ ہے۔ اسے اپنے پاس بلایا۔ اور کہا۔ کہ میں معافی مانگتا ہوں آپ کو چور سمجھا۔ آپ تو ولی اللہ ہیں مگر اس نے کہا۔ کہ نہیں میں ولی اللہ نہیں چور ہی ہوں۔ صرف یہ بات ہے۔ کہ دعا گنج العرش پڑھتا ہوں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ یہودی مومنوں کی مثال ایسی ہوئی جیسی دعا گنج العرش پڑھنے والوں کی بیان کی جاتی ہے اگر بائیبل کی اس آیت میں انبیاء کا ذکر ہوتا۔ تو اور بات تھی۔ مگر یہاں تو مومنوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ انبیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص سلوک ہوتا ہے۔ وہ ان کے لئے نشان دکھاتا ہے مگر عام مومنوں کے ساتھ ویسا نہیں ہوتا وہ مارے بھی جاتے ہیں۔ ان کو شیر بھی کھا جاتے ہیں۔ پھانسی بھی پا جاتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے ساتھ یہ سب باتیں گذریں۔ تو کیا تورات کے ماننے والے مومنوں میں ہی کوئی خاص خوبی تھی۔ کہ خواہ سارے بادشاہ مل کر انہیں پھانسی دینا چاہیں۔ کیل تک نہ گاڑ سکیں۔ اور یا پھر یہ سمجھو کہ یہود کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ تھا کہ ان میں سے کسی ولی اللہ کو اٹھا کر پھانسی پر لٹکا دو۔ اسی وقت لعنتی ہو جائیگا گویا باقی دنیا کیلئے تو لعنت اسکے اپنے افعال سے پیدا ہوتی ہے لیکن یہود کے متعلق خدا تعالیٰ کی لعنت ڈالنے کا حق دشمنان دین کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ پس یا تو یہ دونوں

خلاف عقل و ایمان باتیں

ماننی پڑینگی۔ اور یا پھر یہ ماننا پڑیگا کہ یہ دونوں اثر قابل قبول ہیں۔ ایک کو عقل نہیں مانتی۔ اور دوسرے کو ایمان اور اس طرح ماننا پڑے گا کہ جیسا کہ اصل حوالہ میں ذکر ہے۔ صرف وہ پھانسی پانے والا ملعون ہے۔ جو خدا کے حکم کے مطابق پھانسی دیا جائے۔ اور اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ ایسا گناہ کرنے والا جس سے اس کا قتل واجب ہو جائے۔ لعنتی ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کی شریعت کہتی ہے۔ کہ اسے مار ڈالو۔ اس لئے وہ لعنتی ہے۔ پس یہ حوالہ واضح ہے اور اس میں صرف نبوت کے مدعیوں کا ہی ذکر نہیں۔ بلکہ ہر مجرم کا ذکر ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اصل شریعت لانے والے تھے۔ باقی نبی ان کے تابع تھے۔ اس لئے باقی بھی یہی بات بیان کرتے گئے۔ آہستہ آہستہ یہود میں جب یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم خدا تعالیٰ کے جانشین ہیں تو ساتھ ہی انہیں یہ وہم بھی پیدا ہوگیا کہ جسے وہ پھانسی پر لٹکا دیں وہ ملعون ہے۔

اس کے علاوہ اور حوالے بھی ہیں۔ یرمیاہ باب ۱۴ آیت ۱۵ میں ہے (جھوٹے نبیوں کی نسبت)

"اس لئے خداوند یوں کہتا ہے کہ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کے نبوت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا۔ اور جو کہتے ہیں کہ تلوار اور کال اس سرزمین پہ نہ ہوگا۔ یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے۔

یرمیاہ باب ۲۳ آیت ۱۵ سے آخر تک جھوٹے نبیوں کی سزا اور ان کی ناکامی کا ذکر ہے۔ گو قتل کا ذکر نہیں۔

سلاطین ۱ باب ۱۸ و باب ۱۹ میں ذکر ہے کہ پچاس نبیوں کو بنی اسرائیل نے قتل کیا۔

متی باب ۲۳ آیت ۲۹ تا ۳۱ میں ہے۔ کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کیونکہ نبیوں کی قبریں بناتے ہو۔ اور راستبازوں کی گوریں سنوارتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کہ اگر ہم اپنے دادوں کے دنوں میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں ان کے شریک نہ ہوتے۔ اسی طرح تم اپنے پر گواہی دیتے ہو۔ کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو"

پھر باب ۲۳ آیت ۳۷ میں لکھا ہے۔ کہ "اے یروشلم اے یروشلم جو نبیوں کو مار ڈالتی ہے"

ان تمام حوالوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

جھوٹا نبی ضرور ہلاک ہوتا ہے

مگر ان کے یہ معنی نہیں کہ سچا قتل نہیں ہوتا۔ بائیبل کے علاوہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ میں نے گزشتہ خطبہ کو دیکھتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہوا ایک واقعہ لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ دنیا میں دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو نبی کو قتل کرے اور دوسرا وہ جسے نبی قتل کرے۔ مجھے اس وقت خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حدیث میں بھی یہ ذکر ہے مگر میں نے چونکہ وہ حدیث پڑھی نہ تھی یا مجھے یاد نہ تھی۔ یہ حصہ میں نے نہ لکھا تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ آج اس بارہ میں احادیث دیکھنے پر یہی حوالہ میرے سامنے آگیا۔ چنانچہ

مسند احمد بن حنبل

میں روایت ہے عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشد الناس عذابا یوم القیمۃ رجل قتل نبیا او قتلہ نبی۔ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس کو ملیگا جس نے نبی کو قتل کیا ہو یا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہو۔ اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نبی کا قتل ممکن ہے۔

اسی طرح ابن جریر اور ابن ابی حاتم یعنی حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یا ابا عبیدۃ قتلت بنوا اسرائیل ثلاثۃ واربعین نبیا اول النھار فی ساعۃ واحدۃ یعنی بنی اسرائیل نے ایک دفعہ ایک گھنٹہ میں ۴۳ نبیوں کو قتل کیا تھا۔ یہ دراصل وہی مضمون ہے۔ جو اسلاطین باب ۱۸ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل نے بہت سے نبیوں کو قتل کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے الہام پاکر ان نبیوں کی صحیح تعداد بھی بتادی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ کے لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی مبعوث ہوتے تھے۔ اور بائیبل سے ثابت ہے۔ کہ جب کوئی بادشاہ خراب ہوتا۔ تو کئی کئی نبی اکٹھے ہو کر اس کے خلاف فیصلہ کرتے تھے۔

اصل واقعہ میں پھر بعد میں بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اصولی طور پر بائیبل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹا نبی ضرور مارا جاتا ہے مگر یہ نہیں کہ جو مارا جائے۔ وہ جھوٹا ہے اس کے متعلق اگر کوئی مشتبہ حوالہ ہو۔ تو اس وقت میرے ذہن میں نہیں۔ لیکن واضح حوالہ کوئی نہیں۔

اصل حوالہ لعنتی والا ہے لیکن جیسا میں نے بتایا ہے اس میں نبی کی شرط نہیں۔ بلکہ وہاں یہ لکھا ہے کہ جو لٹکایا جائے وہ ملعون ہوگا۔ اور یہ بات چونکہ عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے وضاحت کردی گئی ہے کہ جو خدا کے حکم سے پھانسی دیا جائے وہ ملعون ہے لیکن بنی اسرائیل کا چونکہ خیال تھا کہ ہم خدا کے جانشین ہیں۔ اس لئے انہیں بھی یہ خیال پیدا ہوگیا جسے ہم لٹکا دیں وہ ملعون ہو جائے گا۔ اسی لئے وہ حضرت مسیح ناصری کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے۔ تا انہیں بھی لعنتی ثابت کریں۔ مگر خدا نے آپ کو زندہ بچالیا تا دشمنوں کو یہ

جھوٹی خوشی

بھی نصیب نہ ہو۔

پھر اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ شدید ترین عذاب اس شخص کو دیا جائیگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ

ایک گھنٹہ میں ۴۳ نبی قتل ہوئے

اور بائیبل میں بھی اس امر کی شہادت موجود ہے۔ کہ ایک وقت میں یہودی بادشاہوں نے کئی انبیاء کو قتل کیا

پھر قاعدہ کے طور پر قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون۔ نیز یقتلون النبیین بغیر الحق۔

پس اصولی طور پر قرآن کریم۔ احادیث اور بائیبل تینوں متفق ہیں۔ اس امر پر کہ انبیاء قتل ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ ایسا بہت شاذ ہوتا ہے۔ ایسا ہی شاذ جیسا اس قاعدہ کے متعلق شاذ ہے۔ کہ بالعموم دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ انبیاء کی نصرت کرتا ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کی نسبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ صرف ایک ہی ماننے والا ہوگا۔ مگر

مگر یہ استثنائی حالت ہے۔ اسی طرح عام قاعدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کو قتل ہونے سے بچاتا ہے مگر

استثنائی طور پر

بعض قتل کر بھی دیئے جاتے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے۔ پس قرآن حدیث اور بائیبل تینوں اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ اور ایسی متفقہ گواہی کی تردید کے لئے بھی کوئی زبردست وجہ ہونی چاہیئے۔ بغیر کسی معقول وجہ کے اس کی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم نے فرشتوں کے وجود کا ذکر کیا ہے۔ مگر سرسید احمد صاحب نے کہا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طاقتیں ہیں۔ اور یہ تاویل بعض حوالوں کو مدنظر رکھ کر بے شک ہو سکتی ہے لیکن جس وضاحت سے فرشتوں کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ ان سب کو مدنظر رکھ کر یہ تاویل کسی صورت میں نہیں ہوسکتی اور اگر کوئی ایسی تاویل کرے تو ضروری ہے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی زبردست ثبوت ہو۔ اسی طرح ان تینوں بیانات کی تاویل کرنے کے لئے کوئی زبردست شہادت چاہیئے۔ کیونکہ جب بائیبل قرآن۔ حدیث تینوں قتل کے جواز کو مانتے ہیں۔ تو اصولی طور پر اس کی تردید کے لئے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں سوائے اس کے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ بے شک نبی قتل ہوسکتا ہے۔ لیکن

حضرت یحییٰ کا قتل

تاریخ وکتب دینیہ سے ثابت نہیں۔ لیکن اس معاملہ میں یہ صورت بھی موجود نہیں۔ مگر اب چونکہ دیر ہوگئی ہے۔ میں اس مضمون کو اگلے خطبہ میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۷ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ کل عصر کے وقت ضلع بنوں میں موضع تخمل احمد زئی کے قریب ایک غیر سرکاری لاری کو روک کر تمام سواریوں کو اغوا کر لیا گیا۔ سواریوں کی صحیح تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ حملہ آوروں کے تعاقب میں فوج کا ایک دستہ فوراً روانہ ہوگیا۔

حیدر آباد دکن ۷ ستمبر۔ نظام گورنمنٹ نے مقامی کانگرس کمیٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔ اور بیان میں لکھا ہے۔ کہ حکومت کو یقین ہوگیا ہے کہ سٹیٹ کانگرس ایک فرقہ دار جماعت ہے اور اس کا وجود امن کی راہ میں سخت روکاوٹ ہے۔

شملہ ۷ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے ۷۵ لاکھ روپیہ کے ساتھ دیہاتی آبادی کے مختلف پہلوؤں کو ترقی دینے کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی ہے جسے سات سال میں تکمیل تک پہنچایا جائے گا مدنظر یہ ہے کہ دیہاتیوں کی اخلاقی و ذہنی حالت کو سدھار کرنے کے علاوہ زمینداروں کی اقتصادی حالت کو بھی بہتر بنایا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے استعمال اراضی۔ پرورش حیوانات کھاد کی حفاظت۔ دیہاتی صنعتوں کی ترویج مارکٹنگ کی سہولتیں اور فصل کاٹنے کے لئے اچھے ذرائع پیدا کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔

امرتسر ۷ ستمبر۔ شہر کے ایک گنجان حصہ میں رات کے گیارہ بجے ایک درجن مسلح ڈاکو ایک ہندو عورت کے مکان میں داخل ہوئے اور روپیہ کے زیورات چھین کر بھاگ گئے شور مچانے پر لوگ جمع تو ہوئے لیکن جب ڈاکو فرار ہو چکے تھے۔

شملہ ۷ ستمبر۔ آج مرکزی اسمبلی میں سوالات کے وقت وزیر خزانہ نے بتایا۔ کہ حکومت ہند نے سالانہ اخراجات میں اسّی لاکھ کی بچت کی ہے۔ اور مزید بچت کے وسائل زیر غور ہیں۔

پراگ ۷ ستمبر۔ چیکوسلواکیہ کی حکومت نے اگرچہ اپنے ملک کے جرمنوں کے مطالبات منظور کر لئے ہیں۔ لیکن فرانسیسی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ ہٹلر ان سب باتوں کو نظر انداز کردے گا اس وقت وہ اس کے لئے کوئی بہانہ سوچ رہا ہے۔ جرمنی اخبارات بھی بدستور بے اطمینانی کا اظہار کر رہے ہیں۔

ٹراونکور ۷ ستمبر۔ گاندھی جی نے تجویز کی تھی۔ کہ ریاست ٹراونکور میں کانگرس نے جو شورش پیدا کر رکھی ہے اس سے پیدا شدہ صورت حالات کی تحقیقات کے لئے بیرون ریاست سے کوئی آدمی مقرر کیا جائے۔ اس کے جواب میں ریاست کے دیوان نے لکھا ہے کہ کسی بیرونی آدمی کو ریاست کے اندرونی امور میں مداخلت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور اگر کانگرسیوں کی طرف سے مداخلت کا یہ طریق جاری رہا۔ تو امن کا قائم کرنا مشکل ہو جائے گا۔

شملہ ۷ ستمبر۔ اگلے ماہ قاہرہ میں ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہوگی جس میں مسئلہ فلسطین پر غور کیا جائے گا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے مسٹر جناح کو بھی شمولیت کی دعوت موصول ہوئی ہے۔ نیز ہندوستان کی اسمبلیوں کے مسلم ممبروں سے بھی مسٹر جناح کی معرفت اس میں شامل ہونے کی درخواست کی گئی ہے۔ مسٹر جناح نے اعلان کیا ہے کہ جو لوگ اس کانفرنس میں جائیں۔ وہ لیگ کے سیکرٹری کو بھی اطلاع کریں۔

نومبرگ ۷ ستمبر۔ آج نازی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے ہٹلر نے کہا۔ کہ جرمنی کی حفاظت کے لئے چاروں طرف مکمل انتظامات کئے گئے ہیں۔ اور اب جرمنی کو کسی بیرونی طاقت کے حملہ کا اندیشہ نہیں۔

شملہ ۷ ستمبر۔ اسمبلی کے حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے۔ کہ ریلوے کو پانچ کروڑ کا خسارہ ہوا ہے۔ کامرس ممبر نے نہ اس کی تردید کی ہے اور نہ تائید۔ اس خسارہ کو پورا کرنے کے لئے افسروں کی تنخواہوں میں تخفیف زیر غور ہے۔

شملہ ۷ ستمبر۔ برما کے ہندوستانیوں کا جو وفد یہاں آیا ہوا ہے اسے وہاں سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے۔ کہ ہندوستانی پناہ گزین سخت مصیبت میں ہیں۔ جہازران کمپنیوں نے مزید رعایت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور حکومت بھی کچھ کرتی نظر نہیں آتی۔ مدراس اور بنگال کی حکومتوں سے امداد کی درخواست بھی کی گئی ہے۔

لکھنؤ ۷ ستمبر۔ یوپی لیجسلیٹو کونسل نے اسمبلی کے پاس کردہ کورٹ فیس اسٹامپ بل میں جن ترامیم کو نامنظور کر دیا تھا۔ اس سے پیدا شدہ صورت حالات پر ماہرین آئین غور کر رہے ہیں ان ترامیم کو پھر اسمبلی میں پیش کرنے کا سوال بھی درپیش ہے۔

لنڈن ۷ ستمبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ وزیراعظم برطانیہ جو سکاٹ لینڈ میں رخصت پر گئے ہوئے تھے واپس آگئے ہیں۔ یہ فوری واپسی بین الاقوامی صورت حالات کی وجہ سے ہے۔

پیرس ۱۰ ستمبر۔ تمام فرانسیسی سفیروں کو جو اس وقت رخصتوں پر ہیں۔ حکومت کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ فوراً اپنے عہدوں پر واپس آجائیں۔ ایک اور حکم فوجوں کو مارسیلز کی بندرگاہ پر جمع ہونے کے لئے دیا گیا ہے۔

سری نگر ۷ ستمبر۔ آج سٹیٹ اسمبلی کا بجٹ سشن شروع ہوا۔ ایک مسلم ممبر نے کہا کہ گورنمنٹ کی موجودہ سخت گیرانہ پالیسی کے پیش نظر کانفرنس پارٹی نے اس سشن کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ اس پارٹی کے ۱۹ ممبروں میں سے بارہ واک آؤٹ کر گئے۔

نیو دہلی ۷ ستمبر۔ آج ہاکی کے ایک ٹیم

دوستوں کے شدید تقاضہ پر
حیرت انگیز
رعایت
Digitized by Khilafat Library Rabwah
305
یہ کارخانہ دوستوں کے شدید تقاضا کی بنا پر سال میں دو دفعہ رعایت دیا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ رعایت ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء کو دیجا رہی ہے۔ اسلئے جو دوست ان تاریخوں پر اپنے خطوط ڈاک خانہ میں ڈالیں گے۔ انہیں حسب ذیل ادویہ نصف قیمت پر ملیں گی۔ اس سنہری موقعہ سے نہ صرف خود ہی فائدہ اٹھایئے۔ بلکہ اپنے دوستوں کو بھی شامل کیجئے۔
موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے
ضعف بصر ککرے جلن پھولا۔ جالا خارش چشم پانی بہنا دھند غبار پڑبال ناخونہ گوہانجنی رتوندا ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے نصف قیمت ایک روپیہ چار آنے محصولڈاک علاوہ
حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپکو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے
حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپکا موتی سرمہ استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپکا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔
اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے
کمزور کو زور آور اور زور کو شہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گزرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ٹیر میعادی بخار کو دور کرنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرنے کے لئے بھی یہ بینظیر چیز ہے۔ ایک ماہ کی خوراک قیمت پانچ روپے نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ
ایک تجربہ کار ڈاکٹر کی رائے
جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے
ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا جسکے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجا دیں۔
اکسیر اکبر
جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل مزید اجزا شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ کستوری عنبر یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے
ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف معدہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن سر کا چکرانا آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی اداسی ذرا سے کام سے دل کا کانپنا جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ بفضل خدا بہترین اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے نصف قیمت دس روپے محصولڈاک علاوہ۔
اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا
جناب ڈاکٹر نذیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاک ہارٹ کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جس کی عمر ۵۴ سال سے تجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔ اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمایئے۔
اکسیر بواسیر
یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے نصف ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔
موتی دانت پوڈر
میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کرکے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے۔ ایک روپیہ نصف قیمت آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ
تریاق اعظم
اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی موجودگی ڈاکٹر و طبیب
اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد عرق النساء کے درد قولنج کے درد جگر کے درد گھٹنوں کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ ناسور بہتے ہوئے آبلوں۔ تلی بخار ہیضہ بدہضمی کے لئے تریاق قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمایئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے نصف قیمت ایک روپیہ دو آنے محصولڈاک علاوہ۔
رفیق زندگی
گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کی وجہ سے جن کے چہرے زرد دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا۔ اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے بے چینی گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ان کے لئے یہ دوا اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔
اکسیر معدہ
ہیضہ بدہضمی۔ کمی بھوک درد شکم اپھارہ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا کھٹی ڈکاریں جی متلانا۔ اسہال۔ بواسیر کھانسی دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ گھی مکھن۔ بالائی انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ حافظہ ذہن کو تقویت دیتی کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے نصف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔
قبض کشا گولیاں
اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔
افیون چھڑاؤ گولیاں
افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔
اکسیر دمہ
اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہے۔ مگر دمہ سے تو خدا کی پناہ یہ انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ خدا ہر ایک بشر کو اس موذی مرض سے بچائے ہم نے بڑے تجربہ کے بعد "اکسیر دمہ" نامی دوا تیار کی ہے۔ جو خدا کے کرم سے دو ہفتہ کے استعمال سے اس بیماری سے چھٹکارا کرا دیتی ہے۔ قیمت تین روپے۔ نصف قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ
اکسیر بچگان
یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچگان" رکھا گیا ہے۔ اسہال ہر قسم پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال اور پیچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے نصف قیمت ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔
بال اڑانیکی خوشبودار دوائی
اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بصفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنے نصف قیمت چار آنے محصولڈاک علاوہ
مچھر پروف
جس کی خوشبو سے مچھر بھاگ جاتا ہے۔ دو اونس کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ چار آنے نصف قیمت دس آنہ محصولڈاک علاوہ
تریاق درد گردہ
درد گردہ بہت تکلیف دہ بیماری ہے۔ اس کی بیخ کنی کیلئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت دو روپے رعایتی ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔
ملنے کا پتہ:- مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ریل اور سڑک کے مشترکہ ٹکٹ

سری نگر (کشمیر) مری - ڈلہوزی - منڈی اور سلطانپور (کلو) تک

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مندرجہ بالا مقامات تک تھرو بکنگ کے لئے ریل اور سڑک کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح ای۔ آئی۔ (جی۔ آئی۔ پی) و بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی۔ اور بی اینڈ این۔ ڈبلیو ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر تک سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔

مصوّر اور رنگدار پمفلٹ کے لئے جس میں تمام تفصیلات درج ہیں۔

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور یا میسرز این ڈی۔ رادھا کشن اینڈ سنز۔ این۔ ڈبلیو۔ آر

اوٹ آف ایجنٹس راولپنڈی جموں (توی)، یا سری نگر (کشمیر) سے درخواست کی جائے۔

مصفی اعظم جلدی امراض کے لئے ہمارا مخصوص شربت ہے اسکے استعمال سے ہر قسم کے پھوڑے پھنسیاں داد خارش سب دور ہو جاتے ہیں۔ جلد صاف اور ملائم رہتی ہے

حیات نسواں سیلان الرحم (لیکوریا) کے باعث مریضہ کا جسم لاغر کمزور چہرہ کا زرد اور بے رونق رہنا دل کی دھڑکن محسوس کرنا چلتے پھرتے کام کاج کرنے میں سستی محسوس کرنا سر کا چکرانا پیڑو و کمر میں درد کا رہنا ان سب شکایات کو صرف حیات نسواں ہی دور کر کے حیات تازہ بخشتی ہے۔

حب عنبری خاص بالکل بے ضرر زود اثر ہے۔ دواخانہ کے نہایت قابل و ہوشیار طبیب عورتوں کے زنانہ امراض میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ علاج و مشورہ بذریعہ خط و کتابت بھی کیا جاتا ہے۔ دواخانہ کی مخصوص فہرست مفت طلب کیجئے ہمدرد ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل دہلی

میتھوفین

مایوس مریض دانتوں کا مسیحا

دنیا بھر کے حکیم اور ڈاکٹروں کا اتفاق ہے کہ بہت سی بیماریاں دانتوں کی خرابی سے لاحق ہوتی ہیں۔ دانت اگر ہلتے ہوں۔ مسوڑھے پھولے ہوتے ہوں اور ان سے خون بہتا ہو۔ منہ سے بو آتی ہو۔ گلا اکثر خراب رہتا ہو۔ زکام بار بار تکلیف دیتا ہو۔ غرض جملہ امراض دندان میں میتھوفین سے بہتر کوئی دوا آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ خوش ذائقہ کم خرچ لاتعداد آدمیوں کے دانت ہمیشہ کے لئے صحیح اور تندرست ہو گئے ہیں۔ تندرست دانتوں اور مسوڑوں میں اسکا استعمال آئندہ جملہ خرابیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ آزمائش شرط ہے دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے **ماڈرن میڈیکل سٹور بازار حکیماں لاہور**

اٹھرا کا کامل اور مجرب ترین علاج

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب سے طلب فرمائیں۔ ستر سالہ مجرب نسخہ حضرت حکیم حافظ نور الدین اعظم شاہی طبیب کا ہے۔ حمل گر جانا۔ بچہ کا مردہ پیدا ہونا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے ہماری تیار کردہ محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ) استعمال کریں۔ یہ دواخانہ رحمانی حضور رحمہ اللہ کے حکم سے عین حیات میں حضور کے شاگرد حکیم عبد الرحمٰن کاغانی نے ۱۹۱۰ء میں قائم کیا۔ فہرست ادویات مفت طلب کریں۔ تمام مجرب نسخہ جات حضرت نور الدین اعظم رضؓ اس دواخانہ رحمانی میں تیار ہوتے ہیں قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت خریدنے والے کو ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک نہیں گی۔ **مینیجر عبد القدیر کاغانی قادیان**

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی